❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7 منٹ

رؤیا کی حالت ترقی کرتی کشف کا رنگ اختیار کر لیتی ہے

(تقریر نمبر 3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں لفظ کشف استعمال کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ **كَشْفَ** الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا (بنی اسرائیل:57)

تُو کہہ دے۔ پکارو! اُن لوگوں کو جنہیں تم اُس کے سوا گمان کیا کرتے تھے۔ پس وہ تم سے تکلیف دور کرنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتے اور نہ اسے تبدیل کرنے کی۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (الجن:27-28)

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
سب قصہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرّہ بھر
پر یہ کلام نورِ خدا کو دکھاتا ہے
اسکی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے

(درثمین)

کشف کے لغوی معنیٰ **"کھولنا"**، **"ظاہر کرنا"** اور **"پردہ ہٹانا"** کے ہیں۔ تصوّف اور اسلامی اصطلاح میں کشف سے مراد ایسی باطنی کیفیت یا روحانی صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان پر غیب کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور وہ بیداری یا خواب کی حالت میں مخفی حقیقتوں، پوشیدہ رازوں یا ماورائی حقائق کو محسوس یا مشاہدہ کرتا ہے۔

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کی کہ ایک عرصہ سے میرے دل میں خواہش ہے کہ کشف کی حالت طاری ہو اور اگرچہ مَیں اپنے علم کی رو سے جانتا ہوں کہ اس کا حاصل ہونا کوئی کمالات میں سے نہیں ہے مگر تاہم اس کا خیال ہرگز دُور نہیں ہوتا۔ اس لئے کچھ شفاعت فرماویں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

"اس کا تعلق مجاہدات اور ریاضات سے ہے۔ لیکن اب آپ کی عمران کی متحمّل نظر نہیں آتی۔ عالَمِ شباب میں ایسے مجاہدات اور ریاضات انسان کر سکتا ہے جس سے اس پر یہ حالت جلد طاری ہو۔ پیرانہ سالی میں قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں۔ معدہ کام کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اس لئے مجاہدات میں استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے مناسب حال اگر کوئی مجاہدہ ہے تو میری رائے میں یہ ہے کہ خلوت کے درمیان ذکرِ الٰہی اور توجّہ الی اللہ کی کثرت کریں۔ غیر اللہ کو قلب سے دفع کرنا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا مسکن بنا لینا آسان کام نہیں ہے۔ یہی بڑا مجاہدہ ہے۔ بیہودہ مجلسوں اور قیل و قال سے الگ رہیے اور غفلت کے پردہ کو جو کہ انسان کی زندگی پر پڑے ہوئے ہیں اُن کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ پیرانہ سالی کے لحاظ سے یہ عمدہ مجاہدہ ہے جس سے تزکیہ نفس ہو سکتا ہے کیونکہ اب اس عمر میں نوافل اور روزے وغیرہ کی برداشت مشکل ہے۔

اس کا مطلب اس شعر میں خوب بیان ہے:

لب بہ بند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی نور حق بر ما بخند

کہ انسان اپنی زبان کو اور کانوں اور آنکھوں کو اپنے قابو میں ایسا کرے کہ سوائے رضائے حق کے اور اُن سے کوئی فعل صادر نہ ہو۔ انسانی زندگی میں جو بے اعتدالی ہوتی ہے اسے اعتدال پر لانا بڑا کام ہے۔ اب اس وقت یہی مناسب حال ہے کہ خلوت بہت ہو اور ذکرِ الٰہی سے قلب غافل نہ ہو۔ اگر انسان اس کی مداومت اختیار کرے تو آخر کار قلب متاثر ہو جاتا ہے اور ایک تبدیلی انسان اپنے اندر رکھتا ہے۔

کشف، رؤیا کا اعلیٰ درجہ ہے

کشف کیا ہے یہ رؤیا کا ایک اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے اس کی ابتدائی حالت کہ جس میں غَیبتِ حِس ہوتی ہے۔ صرف اس کو خواب (رؤیا) کہتے ہیں۔ جسم بالکل معطّل بیکار ہوتا ہے اور حواس کا ظاہری فعل بالکل ساکت ہوتا ہے۔ لیکن کشف میں دوسرے حواس کی غَیبت نہیں ہوتی۔ بیداری کے عالَم میں انسان وہ کچھ دیکھتا ہے جو کہ وہ نیند کی حالت میں حواس کے معطّل ہونے کے عالَم میں دیکھتا تھا۔ کشف اسے کہتے ہیں کہ انسان پر بیداری کے عالَم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو اور حواس خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں اور ایک ایسی ہوا چلے کہ نئے حواس اُسے مل جاویں جن سے وہ عالم غیب کے نظارے دیکھ لے۔ وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں۔ کبھی بَصر میں، کبھی شامّہ سونگھنے میں، کبھی سمع میں، شامّہ میں اس طرح جیسے کہ حضرت یوسفؑ کے والد نے کہا اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ (یوسف:95) کہ مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے۔ اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا۔ اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں جو کہ یعقوبؑ کو اس وقت حاصل ہوئے اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسفؑ زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے۔ اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے کیونکہ اُن کو وہ حواس نہ ملے تھے جو کہ یعقوبؑ کو ملے۔ **جیسے گُڑ سے شکر بنتی ہے اور شکر سے کھانڈ اور کھانڈ سے اور دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں۔ ایسے ہی رؤیا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کرتی ہے اور جب وہ بہت صفائی پر آجاوے تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔**

کشف اور وحی میں فرق

لیکن وحی ایسی شئے ہے جو کہ اس سے بدرجہا بڑھ کر صاف ہے اور اس کے حاصل ہونے کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ کشف تو ایک ہندو کو بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایک دہریہ بھی جو خدا تعالیٰ کو نہ مانتا ہو وہ بھی اس میں کچھ نہ کچھ کمال حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن وحی سوائے مسلمان کے دوسرے کو نہیں ہو سکتی۔ یہ اسی امت کا حصّہ ہے کیونکہ کشف تو ایک فطرتی خاصّہ انسان کا ہے اور ریاضت سے یہ حاصل ہو سکتا ہے خواہ کوئی کرے کیونکہ فطرتی امر ہے۔ جیسے جیسے کوئی اس میں مشق اور محنت کرے گا ویسے ویسے اس پر اس کی حالتیں طاری ہوں گی اور ہر ایک نیک وبد کو رؤیا کا ہونا اس امر پر دلیل ہے۔ دیکھا ہو گا کہ سچی خوابیں بعض فاسق وفاجر لوگوں کو بھی آجاتی ہیں۔ پس جیسے اُن کو سچی خوابیں آتی ہیں ویسے ہی زیادہ مشق سے کشف بھی ان کو ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ حیوان بھی صاحبِ کشف ہو سکتا ہے لیکن الہام یعنی وحی الٰہی ایسی شئے ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ سے پوری صلح نہ ہو اور اس کی اطاعت کے لئے اس نے گردن نہ رکھ دی ہو تب تک وہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ (حم السجدۃ:31)

یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ نزولِ وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مستقیم ہیں اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ وحی ہی وہ شئی ہے کہ جس سے اناالموجود کی آواز کان میں آکر ہر ایک شک وشبہ سے ایمان کو نجات دیتی ہے اور بغیر جس کے مرتبہ یقین کامل کا انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن کشف میں یہ آواز کبھی نہیں سنائی دیتی اور یہی وجہ ہے کہ صاحبِ کشف ایک دہریہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن صاحب وحی کبھی دہریہ نہیں ہو گا۔

اس مقام پر حضرت نور الدین صاحب حکیم الامۃ نے عرض کی کہ حضور! سائل کا منشا یہ ہے کہ یہ خواہش کسی طرح دل سے دُور ہو جاوے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

اُن کے دل میں کشف کی جو عظمت بیٹھی ہوئی ہے جب تک وہ دُور نہ ہو گی تو علاج کیسے ہو گا۔ اسی لئے تو مَیں فرق بیان کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک چوڑھی (خاکروبہ) آتی ہے وہ بھی سچی خوابوں کا ایک سلسلہ بیان کیا کرتی ہے لیکن اس سے اس کا عند اللہ مقرّب ہونا یا صاحبِ کرامت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک مسلمان کا کشف جس قدر صاف ہو گا اس قدر غیر مسلم کا ہرگز صاف نہ ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مسلم اور غیر مسلم میں تمیز رکھتا ہے اور فرماتا ہے۔ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشمس:10) لیکن وحی کو کشف نہیں پا سکتا۔ یہ وحی کی ہی قدر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ سے اس کے لئے ایک شخص کو انتخاب کرتا ہے اور شرفِ مکالمہ بخشتا ہے

اور ہر میدان میں اس کا حافظ وناصر ہوتا ہے اور صاحبِ وحی کے تعلقات دن بہ دن خدا تعالیٰ سے قائم ہوتے اور بڑھتے جاتے ہیں اور ایمان میں غیر معمولی ترقی روز مشاہدہ کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 319 تا 322۔ ایڈیشن 1984ء)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں بھی ہمیں کشف کے بہت سے واقعات ملتے ہیں اور اُن سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ کشف ایک ذریعۂ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیائے کرام اور اولیائے کرام کو عطا فرماتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی میں جو کشوف کے ثبوت ملتے ہیں۔ اُن میں سے چند پیش ہیں۔

غزوۂ بدر کے واقعات سے کشف کا اِثبات

ایک طویل روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے قافلہ کی شام سے واپس آنے کی خبر پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ فرمایا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! شاید آپؐ ہماری رائے جاننا چاہتے ہیں؟ اُس ذات کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر آپؐ ہمیں سمندر میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں بھی گھوڑے ڈال دیں گے اور اگر آپؐ ہمیں برکِ غِماد پہاڑ سے گھوڑوں کے سینے ٹکرانے کا حکم دیں تو ہم ایسا ہی کریں گے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو غزوۂ بدر کی طرف بلایا تو لوگ روانہ ہوئے اور وادیِ بدر میں پڑاؤ ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هٰذَا مَصۡرَعُ فُلَانٍ۔ قَالَ: وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الۡاَرۡضِ، هَاهُنَا وَهَاهُنَا. قَالَ: فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمۡ عَنۡ مَوۡضِعِ يَدِ رَسُوۡلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم

(صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوۃ بدر)

یہ فلاں کافر کے (قتل ہو کر) گرنے کی جگہ ہے۔ آپؐ زمین پر اِس جگہ اور کبھی اُس جگہ دستِ مبارک رکھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر (دوسرے دن) کوئی کافر بھی (قتل ہو کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرا برابر اِدھر اُدھر نہیں گرا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

هٰذَا مَصۡرَعُ فُلَانٍ غَدًا

(مسلم، الصحیح، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب عرض مقعد المیت من الجنة أو النار)

کہ کل فلاں کافر کی لاش گرنے کی یہ جگہ ہے۔ گویا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ بدر میں جنگ ہونے سے پہلے ہی مشرکین مکّہ کے مقتل کی نشان دہی فرما دی تھی۔ اگلے دن جب جنگ ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کا جہاں نام لیا تھا، عین اُس جگہ پر اُس کی لاش گری۔ اس کی لاش کا ایک تھوڑا سا حصّہ بھی اُس نشان سے ہٹ کر نہیں گرا تھا۔

یہ کشف ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے سب کچھ جو کہ بعد میں ہونے والا تھا پہلے ہی دکھا دیا تھا۔ وہ سارے کفّار جو بدر میں واصلِ جہنم ہوئے اُن کی موت کی خبر بھی دے دی اور یہ بھی واضح طور پر بتادیا کہ مَر کر ان کی لاشیں کہاں کہاں گریں گی؟ یہ کشف کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔

غزوۂ مُوتہ کے اَحوال سے کشف کا ثبوت

سامعین! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ مُوتہ کے لیے لشکر روانہ فرمایا۔ ملکِ شام میں میدان جنگ میں گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے اور آپؐ مدینہ طیبہ کی مقدّس سرزمین پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مجلس میں بیٹھے وہاں کے حالات تفصیل سے بیان فرما رہے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَى زَيۡدًا وَجَعۡفَرًا وَابۡنَ رَوَاحَةَ رضوان اللہ علیهم اجمعین لِلنَّاسِ قَبۡلَ أَنۡ يَأۡتِيَهُمۡ خَبَرُهُمۡ، فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيۡدٌ، فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعۡفَرٌ، فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابۡنُ رَوَاحَةَ، فَأُصِيبَ. وَعَيۡنَاهُ تَذۡرِفَانِ حَتّٰى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيۡفٌ مِنۡ سُيُوۡفِ اللهِ، حَتّٰى فَتَحَ اللهُ عَلَيۡهِمۡ

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ مؤته من أرض الشام)

یعنی (جنگِ مُوتہ کے موقع پر) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضوان اللہ علیہم کی (مدینہ میں) خبر آنے سے پہلے ہی اُن کے شہید ہو جانے کے متعلق لوگوں کو بتا دیا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا: اب زید نے جھنڈا سنبھالا ہوا ہے لیکن وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا

ہے اور وہ بھی شہید ہوگئے۔ پھر ابنِ رواحہ نے جھنڈا سنبھالا ہے اور وہ بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔ یہ فرماتے ہوئے آپؐ کی چشمانِ مبارک اَشک بار تھیں۔ (پھر آپؐ نے فرمایا:) یہاں تک کہ اب اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھال لیا ہے، حتیٰ کہ اُس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا فرمائی ہے۔

آپؐ مدینہ منوّرہ میں موجود ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملکِ شام میں مُوتہ کے مقام پر ہونے والی اس جنگ کی لحہ بہ لحہ کی صورتِ حال سے آگاہ فرمارہے ہیں۔ یہ واقعہ چونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہو رہا ہے، لہٰذا یہ معجزہ تو ہے مگر یہ واقعہ اپنی ماہیت کے اعتبار سے کشف ہے۔

آئندہ زمانہ میں ان رؤیا وکشوف کی تعبیرات کے ظہور پر ہمارا ایمان اور یقین اس وقت اور پختہ ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی میں ہمارے آقا و مولا مخبر صادق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی کمزور زمانہ میں اپنے رؤیا و کشوف کی بناء پر جو احوال بیان فرمائے وہ پوری آب و تاب کے ساتھ پورے ہو چکے ہیں۔

اس جگہ دو کشوف کا تفصیلی تذکرہ بطور نمونہ کیا جاتا ہے۔ ایک نہایت اہم اور غیر معمولی شان کا حامل لطیف کشف وہ ہے جس کا نظارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ احزاب کے اس ہولناک ابتلا میں کروایا گیا جب اہل مدینہ ایک طرف کفارِ مکّہ کے امکانی حملے سے بچنے کی خاطر شہر کے گرد خندق کھود رہے تھے اور دوسری طرف اندرونی طور پر وہ سخت قحط سالی کا شکار تھے اور جب کہ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ خندق کی کھدائی میں مصروف تھے اور مسلسل تین دن سے فاقہ سے تھے۔ دریں اثنا کھدائی میں ایک سخت چٹان آگئی جو ٹوٹتی نہ تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر پانی پھینکو پھر آپؐ نے اللہ کا نام لے کر کدال کی ضرب لگائی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ اچانک نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ فاقہ کی شدّت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے۔

(بخاری کتاب المغازی)

حضرت براء بن عازبؓ اس واقعہ کی مزید تفصیل بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب ایک پتھریلی چٹان کے نہ ٹوٹنے کی شکایت کی گئی اور آپؐ نے اللہ کا نام لے کر کدال کی پہلی ضرب لگائی تو پتھر شکستہ ہو گیا اور اس کا ایک بڑا حصّہ ٹوٹ گرا۔ آپؐ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا کہ شام کی کنجیاں میرے حوالے کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مَیں شام کے سرخ محلّات اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپؐ نے اللہ کا نام لے کر کدال کی دوسری ضرب لگائی، پتھر کا ایک اور حصّہ شکستہ ہو کر ٹوٹا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے فرمایا۔ مجھے ایران کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مَیں مدائن اور اس کے سفید محلّات اس جگہ سے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپؐ نے اللہ کا نام لے کر تیسری ضرب لگائی اور باقی پتھر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے فرمایا" مجھے یمن کی چابیاں سپرد کی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مَیں صنعاء کے محلّات کا نظارہ اپنی اس جگہ سے کر رہا ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 303 دار الفکر بیروت)

یہ عظیم الشان روحانی کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے زبردست یقین پر بھی دلالت کرتا ہے کہ ایک طرف فاقہ کشی کے اس عالَم میں جب دشمن کے حملے کے خطرے سے جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور خود حفاظت کے لئے خندق کھودنے کی دفاعی تدبیروں میں مصروف ہیں لیکن الٰہی وعدوں پر ایسا پختہ ایمان ہے کہ اپنے دور کی دو عظیم طاقتور سلطنتوں کی فتح کی خبر کمزور نہتے مسلمانوں کو دے رہے ہیں اور وہ بھی اس یقین پر قائم نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے ہیں کہ بظاہر یہ انہونی باتیں ایک دن ہو کر رہیں گی اور پھر خدا کی شان دیکھو کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانۂ خلافت سے ان فتوحات کا آغاز ہو جاتا ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ اسلامی فوجوں کے ساتھ شام کو فتح کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ان فتوحات کی تکمیل ہو جاتی ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سرکردگی میں مسلمان ایران کی فتوحات حاصل کرتے ہیں اور صرف چند سال کے مختصر عرصہ میں دنیا کی دو بڑی سلطنتیں روم و ایران ان فاقہ کشوں مگر الٰہی وعدوں پر یقینِ مُحکم رکھنے والے مسلمانوں کے زیر نگیں ہو جاتی ہیں۔

دوسرے عظیم الشان کشف کا تعلق اسلامی بحری جنگوں سے ہے۔ مدنی زندگی کے اس دَور میں جب برّی سفروں اور جنگوں کے پورے سامان بھی مسلمانوں کو میسّر نہیں تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کی بحری جنگوں کی خبر دیتے ہوئے نظارہ کروایا گیا۔ حضرت اُمِّ حرامؓ بنت ملحان بیان کرتی ہیں کہ حضور ہمارے گھر محوِ استراحت تھے کہ عالَمِ خواب سے اچانک مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ مَیں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اس سمندر میں اس شان سے سفر کریں گے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اُمِّ حرامؓ کہتی ہیں مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے بنا دے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! اسے بھی ان میں شامل کر دے۔ پھر آپؐ کو اونگھ آگئی اور

آنکھ کھلی تو مسکرا رہے تھے۔ مَیں نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے پہلے کی طرح اُمّت کے ایک گروہ کا ذکر کیا جو خدا کی راہ میں جہاد کی خاطر نکلیں گے اور بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھے سمندری سفر کریں گے۔ حضرت اُمّ حرامؓ نے پھر دعا کی درخواست کی کہ وہ اس گروہ میں بھی شامل ہوں۔ آپؐ نے فرمایا آپ گروہ ''اوّلین'' میں شامل ہو اور گروہ ''آخرین'' میں شریک نہیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ پھر اُمّ حرامؓ فاختہ بنت قرظہ زوجہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ سمندری سفر میں شامل ہوئیں اور اسی سفر میں واپسی پر سواری سے گر کر وفات پائی۔

(بخاری کتاب الجہاد)

اس حدیث میں جزیرہ قبرص کی طرف اشارہ ہے جو حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں فتح ہوا، جب وہ شام کے گورنر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت معاویہؓ کو پہلے عظیم اسلامی بحری بیڑے کی تیاری کی توفیق ملی۔ حالانکہ اس سے قبل مسلمانوں کو کوئی کشتی تک میسّر نہ تھی اور پھر حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ہی حضرت معاویہؓ نے اسلامی فوجوں کی بحری کمان سنبھالتے ہوئے جزیرہ قبرص کی طرف بحری سفر اختیار کیا جو اسلامی تاریخ میں پہلا بحری جہاد تھا۔ جس کے نتیجے میں قبرص فتح ہوا اور بعد میں ہونے والی بحری فتوحات کی بنیادیں رکھی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ کی وہ بات پوری ہوئی جو آپؐ نے فرمایا تھا کہ دینِ اسلام غالب آئے گا یہاں تک کہ سمندر پار کی دنیاؤں میں بھی اس کا پیغام پہنچے گا اور مسلمانوں کے گھڑ سوار دستے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سمندروں کو بھی چیر جائیں گے۔

(کنزالعمال جلد10 صفحہ212 مطبعۃ الاصیل حلب)

سامعین! یہ پیشگوئی اس شان کے ساتھ جلوہ گر ہوئی کہ اس زمانہ کی زبردست ایرانی اور رومی بحری قوّتوں کے مقابل پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں نے اپنی بحری قوّت کا لوہا منوایا اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ کی سرکردگی میں اسلامی بحری بیڑے نے بحیرہ روم کے پانیوں میں اپنی دھاک بٹھا کر اسلامی حکومت کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ چنانچہ فتح قبرص کے بعد کی اسلامی مہمات میں جہاں مسلمان ایک طرف بحیرہ احمر کے اس پار پہنچے تو دوسری طرف مسلمان فاتحین نے بحیرہ روم کو عبور کر کے جزیرہ رُودس، صقلیہ اور قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ تیسری طرف طارق بن زیادہ فاتح سپین نے بحیرہ روم کو چیرتے ہوئے بحر اوقیانوس کے کنارے جبرالٹر پر پہنچ کر ہر چہ بادا باد کہہ کر اپنے سفینے جلا دئے۔ تو چوتھی طرف محمد بن قاسم نے بحیرہ عرب اور بحر ہند کے سینے چیر ڈالے اور یوں مسلمانوں نے جزیرہ عالم پر بحری دنیا میں کیا بلحاظ سمندری علوم میں ترقی، کیا بلحاظ صنعت اور کیا بلحاظ جہازرانی انمٹ نقوش ثبت کئے جو رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ نئی بندرگاہیں تعمیر ہوئیں، جہاز سازی کے کارخانے بنے، بحری راستوں کی نشاندہی اور سمندروں کی پیمائش کے اصول وضع ہوئے اور مسلمان سمندروں پر بھی حکومت کرنے لگے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رؤیا و کشوف کمال شان کے ساتھ پورے ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ کے ساتھ شادی سے قبل آپؐ کو ان کی تصویر دکھا کر بتایا گیا کہ یہ آپؐ کی بیوی ہے۔ اس پیشگی غیبی خبر پر کامل ایمان کے باوجود آپؐ نے کمال احتیاط سے اس کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا ظاہری رنگ میں پورا ہونا ہی مراد ہے تو وہ خود اس کے سامان پیدا فرمادے گا۔ (بخاری کتاب النکاح) اور پھر بظاہر ناموافق حالات کے باوجود ایسا ہی ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوا تو کشفاً مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اس سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ مَیں نے پوچھا، جبرائیل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ، لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کشوف جو بظاہر نظر آپؐ کی ذات والاصفات کے بارہ میں معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی تعبیر کی تفہیم کے مطابق آپؐ نے اپنی وفات کے بعد ان کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی اور پھر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ جیسا کہ دو کذّاب مدعیان نبوت کے بارہ میں کشف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں اور مَیں نے ان کو ناپسند کرتے ہوئے کاٹ دیا ہے۔ پھر مجھے اذن ہوا اور مَیں نے ان دونوں کو پھونک ماری اور وہ دونوں اُڑ گئے۔ مَیں نے اس کی تعبیر دو کذّابوں سے کی جو (میرے بعد) خروج کریں گے۔ عبید اللہ کہتے تھے ان سے مراد اسود عنسی اور مسیلمہ کذّاب تھے۔

(بخاری کتاب المغازی و کتاب التعبیر)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یہاں تک کہ مَیں نے اپنے ہاتھوں میں رکھیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے اور اب تم ان خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

(بخاری کتاب التعبیر)

معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰؑ سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ بھی ایک کشفی ملاقات تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں نے عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا بھی حلیہ بیان فرمایا کہ درمیانہ قد اور سرخ و سپید تھے، جیسے ابھی ابھی غسل خانے سے باہر آئے ہوں۔

(بخاری، کتاب أحادیث الانبیاء، باب وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ... حدیث نمبر 3437)

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿